ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
editor@zauq-e-tahqeeq.com
ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.8,Issue No.1 (2026)
(January to March)

اکیسویں صدی میں بچّوں کی نمائندہ خواتین نثر نگاروں کا اجمالی جائزہ

An Overview of the Prominent Women Prose Writers of Twenty-First-Century Urdu Children's Literature

شاہد انور

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

ڈاکٹر محمد ناصر آفریدی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

ڈاکٹر میاں ہمایون

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

Shahid Anwar
Doctoral Candidate, Department of Urdu, Sarhad University of Science and Information Technology, Peshawar
Dr. Muhammad Nasir Afridi
Assistant Professor, Department of Urdu, Sarhad University of Science and Information Technology, Peshawar
Dr. Mian Hamayun
Assistant Professor, Department of Urdu, Sarhad University of Science and Information Technology, Peshawar

Article Details
Received:
February 28, 2026
Accepted:
March 05, 2026
Online Published:
March 30, 2026

Copyright: © 2023 by the authors. This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract: Children's literature plays a significant role in the intellectual, moral, and emotional development of children readers. This article examines the contributions of Pakistani female writers to Urdu children's literature in the twenty-first century, with particular emphasis on children's stories, novels and science fiction. It highlights the literary achievements of prominent women writers such as Qanita Rabia, Professor Iffat Gul Aizaz, Maryam Shehzad, Torakina Qazi, Fakiha Qamar Rajput, Shehzadi Huda Anjum, Tasneem Jafri, Qurratulain Khurram Hashmi and others. Their writings address a wide range of themes, including moral education, Islamic values, patriotism, environmental awareness, scientific curiosity, adventure, and social responsibility. The study demonstrates that these authors have enriched Urdu children's literature by producing imaginative, educational, and psychologically appropriate works that cater to the intellectual needs and interests of children readers.

Key words: Urdu Children's Literature, Pakistani Female Writers, Children's Stories, Children's Novels, Science Fiction, Moral Education, Literary Criticism

وہ تحریر جس میں بچّوں کے لیے تفریحِ طبع کا پُورا پُورا سامان موجود ہو اور ساتھ ہی بچّوں کے مزاج اور عادات و اطوار کے مطابق ہو، اسے بچّوں کا ادب کہا جاسکتا ہے۔ بچّوں کے ادب میں استعمال ہونے والے الفاظ عام فہم اور سلیس ہوں، تاکہ ان الفاظ کے معنی فوراً بچّے کے ذہن میں آجائیں۔ یہی بچّوں کا ادب ہوتا ہے۔ پروفیسر اکبر رحمانی بچّوں کے ادب کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"وہ ادب جس کے ذریعہ بچّوں کی دل چسپی اور شوق کی تسکین ہو اور جو مختلف عمر کے بچّوں کی نفسیات، ضرورتوں، دل چسپیوں، میلانات اور ان کی فہم و ادراک کو قوت کے پیشِ نظر رکھ کر تخلیق کیا گیا ہو، صحیح معنوں میں 'بچّوں کا ادب' کہلاتا ہے۔"(۱)

ماضی میں بچّوں کے لیے اچھا اور معیاری ادب تخلیق کیا گیا، چوں کہ بچّے فطری طور پر پریوں، جنات اور مافوق الفطرت کہانیوں کو پسند کرتے ہیں اس لیے ماضی میں بچّوں کے لیے زیادہ ادب ان عناصر کو پیش نظر رکھ کر تخلیق کیا گیا۔ بچوں کا ادب اب ایک ایسی منزل پر پہنچ گیا ہے، جہاں نت نئے موضوعات سمٹ آئے ہیں جہاں بچّوں کے جذبات اور احساسات کی ترجمانی ہے اور انھیں اپنی پسند کی ہر چیز پڑھنے کو میسر ہے۔ بچّوں کے لیے مرد لکھاریوں کے ساتھ ساتھ خواتین اہلِ قلم کا کردار بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ صنفِ نازک، جو فطری طور پر حساسیت و نزاکت، پیار و محبت اور تعلیم و تربیت کا سرچشمہ ہوتی ہے، جب وہ کوئی کہانی یا کوئی تحریر لکھتی ہے تو اس کے الفاظ میں صرف کہانی نہیں ہوتے بلکہ اس کے اندر ایک مکمل تربیتی و رہنمائی نظام پوشیدہ ہوتا ہے۔

خواتین لکھاریوں کی تحریروں میں ماں کی ممتا، اُستاد کی دانائی کے ساتھ ساتھ ایک حساس انسان کی گہری بصیرت اور عاقبت اندیشی ایک ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا تخلیق کردہ ادب نہ صرف دل و دماغ پر اثر انداز ہوتا ہے بلکہ بچّوں کی پوشیدہ صلاحیتوں کو سامنے لانے کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔ اُردو بچّوں کے ادب میں خواتین اہلِ قلم کی کہانیاں نہ صرف فکری و اخلاقی تربیت کا ذریعہ ہیں بلکہ اُردو ادب کی مضبوط روایت کا تسلسل بھی ہیں۔ خواتین کی تحریریں بچّوں کے دلوں میں نرمی، شعور اور انسان دوستی پیدا کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُردو میں بچّوں کے ادب کی تاریخ خواتین لکھاریوں کی خدمات کے بغیر نامکمل ہے۔ اکیسویں صدی میں بچّوں کے لیے جہاں مرد لکھاریوں نے معیاری ادب تخلیق کیا وہاں خواتین اہلِ قلم نے بھی مثبت اور معیاری ادب کی تخلیق میں اپنا حصّہ ڈالا۔ توراکینہ قاضی، قانتہ رابعہ، فرزانہ چیمہ، پروفیسر عفت گل اعزاز، تسنیم جعفری اور مسرت کلانچوی وغیرہ نے بچّوں کے لیے اخلاقی، دینی، سائنسی اور سبق آموز کہانیاں اور ناول لکھے۔

قانتہ رابعہ:

قانتہ رابعہ نے بچّوں کے لیے ہر موضوع پر کہانیاں لکھی ہیں، کئی کہانیاں اسرائیل کے فلسطین پر ظلم کے تناظر میں ہیں۔ کہانی "بچّے کا سبق" میں اسد منہاس اس کہانی کا مرکزی کردار ہے وہ نہایت باتونی بچہ ہے، زیادہ باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ وہ پیٹو بھی ہے ہر وقت کچھ نہ کچھ کھاتا رہتا ہے مگر چند دنوں سے وہ مکمل خاموش رہنے لگتا ہے۔ اس کی امّی اور گھر کے دوسرے افراد بھی اس کی خاموشی کی وجہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں مگر سب ناکام رہتے ہیں۔ جب شادی کی ایک تقریب میں اپنی امّی کے ساتھ جاتا ہے تو وہاں بھی وہ نہ کچھ کھاتا ہے اور نہ زیادہ باتیں کرتا ہے۔ کھانے کے دوران اس کی خاموشی کا راز فاش ہو جاتا ہے۔ وہ پیپسی پینے سے انکار کرتا ہے اس کی امّی پریشانی سے اس کی طرف دیکھ کر وجہ پوچھتی ہیں تو اس کے جواب میں اسد گویا ہو جاتا ہے:

"یہ پیپسی نہیں ہے بلکہ اس میں فلسطینی بچّوں کا خون بھرا ہوا ہے۔"(۲)

اسد کا یہ جملہ سب کو ہلا کر رکھ دینے کے لیے کافی ہے۔ پیپسی کے پینے سے اس کی آمدنی یہودیوں کو ملتی ہے اور وہ اس سے غزہ کے مسلمانوں کا خون کرتے ہیں۔ اس کہانی میں بچّوں اور بڑوں کو اسرائیلی مصنوعات کے استعمال نہ کرنے پر زور دیا گیا ہے، کیونکہ اس کی آمدنی سے فلسطینی مسلمانوں کو شہید کیا جاتا ہے۔

پروفیسر عفت گل اعزاز:

پروفیسر عفت گل اعزاز نے بچّوں کے لیے زیادہ تر سبق آموز کہانیاں تخلیق کی ہیں۔ "اپنا گھر سب سے پیارا" ایک سبق آموز اور دل چسپ کہانی ہے۔ اس کہانی کا مرکزی کردار فرحان ہے۔ اس کا دوست فرحان، احمر کی سال گرہ پر اس کے گھر آتا ہے۔ احمر کا تعلق مال دار گھرانے سے تھا۔ احمر کا شان دار بنگلا دیکھ کر فرحان حیران رہ گیا۔ فرحان اور احمر وہاں خُوب کھیلے، مستیاں کیں مگر سال گرہ کے اختتام پر فرحان کے ابّو فرحان کو لینے آئے تو نہ چاہتے ہوئے بھی فرحان نے احمر سے اجازت لی اور اپنے گھر چلا گیا۔ فرحان کا تعلق ایک متوسط گھرانے سے تھا اس کا گھر عام سا گھر تھا مگر اپنے گھر پہنچ کو اسے بہت سکون اور طمانیت محسوس ہوئی۔ اس کی امی نے فرحان کو دیکھا تو کہنے لگیں: فرحان تم آ گئے۔ فرحان جواب دیتا ہے:

> "جی امّی! یہ میرا گھر ہے اس لیے میں آ گیا، اپنے گھر میں انسان آزاد ہوتا ہے اور بے فکری سے رہتا ہے۔" (۳)

اپنا گھر ایسی جگہ ہوتی ہے جہاں انسان اپنے آپ کو محفوظ، پُر سکون اور آزاد محسوس کرتا ہے، اس لیے وہ اپنے گھر میں خوشی اور اطمینان کے ساتھ رہتا ہے۔

مریم شہزاد:

بچّوں کے اسلامی ادب میں مریم شہزاد نے دینی تعلیمات کو کہانی کے سادہ، مؤثر اور دل نشین پیرائے میں پیش کیا ہے۔ ان کی اسلامی کہانیاں بچّوں میں دین سے محبت، اخلاقی شعور اور عملی تربیت پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ مریم شہزاد کا امتیاز یہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کو محض نظری سطح پر نہیں بلکہ روزمرہ زندگی کے عملی تناظر میں پیش کرتی ہیں۔ مریم شہزاد کی کہانیوں میں اسلامی اقدار کی روشنی دکھائی دیتی ہے۔ ان اہلِ قلم کے علاوہ کئی ایک خواتین اہلِ قلم نے بچّوں کے لیے معیاری اور دل چسپ کہانیاں لکھیں۔ ان میں راحت عائشہ، صائمہ کامران، ڈاکٹر سیما شفیع، شہزدی ہدیٰ انجم، ساجدہ حنیف، تابندہ طارق عکس، تہذین لہرا اور دیگر شامل ہیں، جن کی کہانیاں بچّوں کی ذہنی سطح کے عین مطابق ہیں۔

بچّوں کے لیے ایسے ناول دل چسپ ہوتے ہیں جو ان کے مسائل کو سلجھانے میں مدد دیں۔ بچّوں کے اندر جوش و خروش، ایمان داری، سمجھ داری، ہمت و استقلال اور بہادری کا جذبہ اُبھار سکیں۔ بچّے ناول پڑھتے ہوئے خود کو ہیرو سمجھتا ہے یا ہیرو کے ہمراہ محسوس کرتا ہے۔ اس لیے کردار کا انتخاب میں بچّوں کی نفسیات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے تاکہ بچّے ناول میں دل چسپی لیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ کردار بچّوں کے جانے پہچانے ہوں اور ان کی شخصیت پر مثبت اور اچھا اثر ڈالتے ہوں۔ بچّوں کے ناول میں کہانی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ناول میں کہانی کو بچّوں کی نفسیات اور دل چسپی کے مطابق پیش کرنا چاہیے۔ اس لیے کہانی کے بغیر بچّوں کا ناول نامکمل ہوتا ہے۔ اسی طرح بچّوں کے لیے لکھے ہوئے ناول کا پلاٹ فنّی نقطہ نظر سے ایک واقعہ یا ایک کہانی پر مشتمل ہونا چاہیے۔ بچّوں کے ناول کی فنّی تکمیل کے لیے سادہ اور آسان پلاٹ ہونا ضروری ہے تاکہ ناول کی کہانی میں بچّوں کی دل چسپی قائم

ہو۔ بچّوں کے لیے مختلف موضوعات کے ناول لکھے گئے ہیں۔ ان ناولوں کے موضوعات جن پری، دیو یا دیگر مافوق الفطرت کہانیوں سے لے کر سائنس فکشن وغیرہ کا مکمل احاطہ کرتا نظر آتے ہیں۔

خواتین اہلِ قلم نے جہاں بچّوں کے لیے دل چسپ اور سبق آموز کہانیاں تخلیق کیں وہاں ناول پر بھی خوب طبع آزمائی کی۔ بچّوں کے ناول بھی زندگی سے متعلق ہوتے ہیں۔ بچّے عموماً جانوروں، پیڑ پودوں اور پرندوں یا مافوق الفطرت عناصر کو پسند کرتے ہیں اس لیے بچّوں کے ناول کے موضوعات ان تمثیلی پیرائے میں پیش کیا جاتا ہے۔ اکیسویں صدی میں بچّوں کے لیے جن خواتین ناول نگاروں نے دل چسپ اور سنسنی خیز ناول لکھے ان میں توراکینہ قاضی، فاکہہ قمر راجپوت، شہزادہ ہدیٰ انجم اور دیگر شامل ہیں۔

توراکینہ قاضی:

توراکینہ قاضی نے بچّوں کے لیے متعدّد ناول لکھے۔ بچّوں کے لیے کے ناول اکثر سبق آموز اور ایڈونچر ہوتے ہیں۔ "پہاڑوں کا راز" ایک دل چسپ اور ایڈونچر سے بھرپور ناول ہے۔ جس میں قدم قدم پر خطرات اور سنسنی خیز واقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس ناول میں یہ درس دیا گیا ہے کہ عزم و ہمت اور جذبے سے ہر کام ممکن ہے۔ انسان اگر کسی کام کا بیڑا اُٹھائے تو وہ تنِ تنہا ایسے کام کر جاتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔

فاکہہ قمر راجپوت:

"مار خور" فاکہہ قمر راجپوت کا ایک دل چسپ اور سنسنی خیز ناول ہے۔ اس ناول کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے کردار یا ہیرو لڑکے نہیں بلکہ دو لڑکیاں ہیں۔ یہ ناول دو بہادر بہنوں فری اور ایمان کی شجاعت اور بہادری کی کہانی ہے۔ فری اور ایمان جڑواں بہنیں ہیں جو بات بات پر لڑتی ہیں اور شرارتیں بھی کرتی ہیں۔ اس ناول کی سب سے بڑی خوبی اس کا مزاحیہ پہلو ہے جو قاری کو مسکرانے پر مجبور کرتا ہے۔ خوش گواری اور سنسنی خیزی کا امتزاج اس ناول کا خاصہ ہے۔ فری اور ایمان مزاجاً ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ فری نہایت سلجھی ہوئی اور تمیز دار لڑکی ہے جبکہ ایمان شرارتی۔ مگر پھر بھی ایک دوسرے سے محبت کرتی نظر آتی ہیں۔ ایمان اپنی بہن فری کی شکایت اپنی امّی سے کرتی ہے جبکہ فری، ایمان کی شکایت امّی سے لگاتی ہے۔ ان کی والدہ انھیں ادب سے رہنے کی نصیحت کرتی ہیں۔

شہزادی ہدیٰ انجم:

ان کا ناول "ہمزاد" ایک مینٹل ہسپتال میں ہونے والے دو پُراَسرار قتلوں کی سُراغ رسانی کی کہانی ہے۔ پُراَسرار قتل کی سراغ رسانی والا ناول دراصل "جاسوسی (Detective)" یا "معمائی (Mystery)" ناول کی ایک قسم ہے، جہاں ایک پیچیدہ، ناقابلِ فہم قتل کا راز افشا کرنے کے لیے ایک ذہین سراغ رساں (Detective) تحقیقات کرتا ہے، جس میں شک، تجسس، اور حقیقت کا انکشاف مرکزی عناصر ہوتے ہیں۔ "ہمزاد" چار ابواب پر مشتمل ناولچہ ہے۔ اس کے مرکزی کردار شائم اور گرافٹ ہیں۔ شائم، مینٹل ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر کلیم کا بیٹا ہے۔ یہ ہسپتال امریکی اسٹیٹ کولو اڈو میں ہے۔ گرافٹ ایک جن ہے، ایسا جن جو نقصان نہیں پہنچاتا۔ مینٹل ہسپتال میں قتل کی واردات ہوتی ہے۔ ایک مینٹل 'بلور' کی لاش دیکھ کر ہسپتال کا سارا عملہ خوف زدہ ہو جاتا ہے۔ ناول کی پُراسرایت آخر تک برقرار رہتی ہے۔ اور قاری کی ساری توجّہ اگلے مرحلے تک مرتکز رہتی ہے۔ اس ناول کی بڑی خصوصیت اسلامی تعلیمات کا دخل ہے۔ قرآنی آیات کی تلاوت سے شائم اور اس کی ماما بہت سی مشکلات سے بچ جاتے ہیں۔

سائنس فکشن

ادب کی وہ صنف جو سائنس اور ماحولیات کے میدان میں ممکنہ تبدیلیوں تک انسانی رد عمل کا اظہار ہو سائنس فکشن ہوتا ہے۔ اس فکشن میں کسی کہانی کی بنیاد سائنسی ترقی، تصوراتی ٹیکنالوجی، خلائی اور وقتی سفر یا مستقبل کے حالات اور دُنیا پر مبنی ہوتی ہے۔ سائنسی نظریات کو موضوع بنا کر لکھی گئی کہانیوں، ناولوں یا تخلیقی تحریروں کے ذریعے انسان، مشین، دُنیا اور کائنات کے درمیان باہمی تعلق کی تلاش کو سائنس فکشن کے زمرے میں شمار کیا جاتا ہے۔ سائنس فکشن کے بارے میں وینش منی کہتے ہیں:

> "سائنس فکشن، فرضی تانے بانے سے بُنا گیا ایسا ادب ہے جس کی بُنیاد معتبر اور مستند اُصولوں اور تصّور، تخئیل، احساس یا ممکنہ سائنسی ترقیوں پر رکھی جاتی ہے' اس ادب کی ٹھوس شکل وہ ہے جہاں سیدھے سیدھے کسی سائنسی اُصول یا حقیقت کا اعلان کرنا مقصود ہوتا ہے۔ یہاں کہانی کی اُوپر سے صرف ہلکی سی پرت چڑھا دی جاتی ہے۔ حقیقت اہم اور کہانی ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔"(۵)

سائنس فکشن ایک وسیع لفظ ہے اس میں ناول اور کہانی دونوں قسم کی اصناف آجاتی ہیں۔ یعنی اس میں چھوٹی کہانی، بڑی کہانی، ناول سب کچھ شامل ہے۔ بچّوں کے لیے سائنسی کہانیوں میں ایجادات سے لے کر چرند پرند، سیارے ستارے، کائنات، خلاء، انسانی ارتقا کے بارے میں معلومات، کسی ریسرچ کے نتائج وغیرہ کو شامل کیا جاتا ہے۔ ان سب موضوعات کو مدلّل اور مفصّل انداز میں پیش کیا جائے تو وہی سائنسی کہانی دل چسپ اور دل کش ہوتی ہے۔ جدید سائنسی ایجادات اور نظریات نے جہاں انسان کے دل و دماغ کو جکڑ کر رکھا ہے اسی طرح ادب بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا ہے۔ ہر زبان میں سائنسی ادب لکھا جارہا ہے اور ادب میں ایسی ایجادات کو پیش کیا جارہا ہے جو ابھی منظر عام پر بھی نہیں آئی ہیں۔ سائنس فکشن نگار ایسے آلات اور مشینری کو اپنی تحریروں میں استعمال کر رہے ہیں جن کے پڑھنے سے قاری کی دل چسپی مزید بڑھتی جاتی ہے۔ بچوں کا ادب کسی بھی قوم کی فکری، اخلاقی اور تہذیبی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ یہ ادب نہ صرف بچوں کی ذہنی نشو و نما کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ ان کے تخیل، مشاہدے اور فکری رویّوں کی تشکیل بھی کرتا ہے۔ موجودہ سائنسی اور ٹیکنالوجی کے دور میں بچوں کے ادب کی ایک اہم شاخ "سائنسی ادب" ہے، جو بچوں کو جدید علوم، سائنسی ایجادات، کائنات، ماحولیات، مصنوعی ذہانت، خلائی تحقیق اور انسانی زندگی سے وابستہ سائنسی حقائق سے آشنا کرتی ہے۔ بچوں کا سائنسی ادب محض معلومات کی فراہمی کا نام نہیں بلکہ یہ تجسس، تحقیق، مشاہدہ اور سائنسی سوچ کو فروغ دینے کا ایک مؤثر ذریعہ بھی ہے۔

اکیسویں صدی میں بچّوں کے لیے جن خواتین اہلِ قلم نے سائنس فکشن پر طبع آزمائی کی ان میں تسنیم جعفری کا نام اور کام بہت نمایاں ہے۔ انھوں نے بچّوں کے لیے نئے اور جدید موضوعات پر بچّوں کے لیے دل چسپ اور معلوماتی سائنسی کہانیاں اور ناول لکھے۔ تسنیم جعفری کے علاوہ تنزیلہ احمد، قرۃ العین خرم ہاشمی، شہزادی ہدیٰ انجم اور مہوش اسد شیخ کے نام نمایاں ہیں۔ تسنیم جعفری نے بچوں کے سائنسی ادب کو ایک نئی تازگی، وسعت اور فکری جہت عطا کی۔ وہ اُن معدودے چند سائنس فکشن نگاروں میں شامل ہیں جنھوں نے بچوں کے لیے سائنسی کہانیوں، سائنس فکشن اور ماحولیاتی ادب کو نہایت دل چسپ، تخیلاتی اور آسان انداز میں پیش کیا۔ ان کی تحریروں میں علم اور تفریح کا ایسا حسین امتزاج ملتا ہے جو بچوں کو نہ صرف محظوظ کرتا ہے بلکہ ان میں سائنسی شعور بھی بیدار کرتا ہے۔ تسنیم جعفری کی تحریروں کا سب سے نمایاں وصف یہ ہے کہ وہ پیچیدہ سائنسی تصورات کو بچوں کی ذہنی سطح کے مطابق کہانی کے قالب میں ڈھال دیتی ہیں۔ ان کے ہاں خلا، روبوٹکس، مصنوعی ذہانت، وقت کا سفر، موسمیاتی تبدیلی، ماحولیات اور جدید ایجادات جیسے

موضوعات نہایت سادہ مگر پُر اثر انداز میں سامنے آتے ہیں۔ وہ سائنس کو خشک معلومات کے بجائے تخیل، حیرت اور جستجو کی دنیا سے جوڑتی ہیں، جس کے باعث بچے سائنسی حقائق کو بوجھ کے بجائے دل چسپی کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔

تسنیم جعفری

۱)۔ سائنسی جنگل کہانی:

اس مجموعہ میں شامل کہانیوں میں تسنیم جعفری نے نہ صرف جنگلی جانوروں کے سر سبز و شادب ماحول کی بات کی ہے بلکہ قدرت سے بھرپور فضا کو آلودہ کرنے کے نقصانات بھی گنوائے ہیں۔ جنگل میں بڑھتی گندگی اور کُوڑا کرکٹ کے ڈھیر سے خطرناک اور مہلک بیماریاں پھیلتی ہیں۔ جھیل، تالاب اور جوہڑ کا پانی آلودہ ہونے سے مچھروں کی افزائش ہوتی ہے اور بیماریاں پھیلتی ہیں۔ آبی آلودگی سے آبی حیات کی بقا اور سلامتی کو خطرہ درپیش آتا ہے ااور جنگل کے قدرتی حسن بھی متاثر ہوتا ہے اور ساتھ ہی جنگل میں رہنے والے جانوروں پر بھی بُرے اثرات پڑتے ہیں۔ تسنیم جعفری کہانی کہانی میں بعض سائنسی اصطلاحات کی وضاحت کرتی ہیں۔ پانی میں رہنے والے جانوروں کے متعلق کہتی ہیں:

> "مچھلیاں اپنے گلپھڑوں سے سانس لیتی ہیں تو مینڈک اپنی جلد سے سانس لیتے ہیں، ہماری طرح ان کے پھیپھڑے نہیں ہوتے جن میں ہوا جمع رہتی ہے اور ہم آسانی سے فضا میں سانس لے سکتے ہیں، کچھوے پانی اور خشکی دونوں جگہ سانس لے سکتے ہیں، لیکن پانی سے دُور جاکر یہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا جسم پانی میں رہنے کے لیے بنایا ہے اس لیے نا یہ ہوا میں سانس لے سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی ٹانگیں اتنی مضبوط ہیں کہ یہ زمین پر چل اور بھاگ دوڑ سکیں۔"(۶)

کوے اور کوئل کو فطرت الگ الگ اور ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ کوئل سے اپنے انڈوں پر بیٹھا نہیں جاتا اس لیے وہ اپنے انڈے کوے کے گھونسلے میں رکھ دیتی ہے، کوئل کے بچّوں کا رنگ بھی کوے کے بچّوں کی طرح کالا ہوتا ہے اس لیے بہت دنوں بعد تک پتا نہیں چلتا کہ وہ کس کے بچّے ہیں۔ مصنّفہ ان دونوں پرندوں کی خصوصیت یوں بیان کرتی ہیں:

> "کوئل ہمیشہ کوے کے گھونسلے میں انڈے دیتی ہے، جہاں کوے نے پہلے سے انڈے دیے ہوئے ہوتے ہیں، کوئل کوے کے انڈے تو کھا جاتی ہے اور اپنے انڈے کوے کے گھونسلے میں چھوڑ آتی ہے۔ پھر بے چارہ کوا، کوئل کے انڈوں کو بھی اپنے انڈے سمجھ کر سیتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس میں سے بچّے نکل آئیں۔"(۷)

۲)۔ پوزی اور الیکٹرا:

تسنیم جعفری نے یہ ناول نیوکلیئر جنگ کو مدنظر رکھ کر لکھا ہے، یہ خوف اور اُمید کے بیچ معلّق ایک داستان ہے۔ اس ناول میں ایٹمی دھماکوں کی گُونج کے ساتھ ساتھ انسانی دل کی دھڑکن بھی شامل ہے۔ نیوکلیئر جنگوں سے انسانی بقا کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ جنگ تو ختم ہوتی ہے مگر اس کا خمیازہ آنے والی نسلیں بھگتتی ہیں۔ 'پوزی اور الیکٹرا" ایسے جڑواں بہن بھائی کی کہانی ہے جو ماضی کے دریچوں سے جھانکتے ہیں۔ یہ دونوں کردار اس عہد کی علامت ہیں جس میں بچّوں کے جذبات کے بجائے تجربہ گاہوں کا گھٹاٹوپ اندھیرا نصیب ہوتا

ہے۔ بچّے ماضی میں جا کر اپنی دادی مسز نیلسن سے ملتے ہیں، جہاں ان بچّوں کی زندگی میں تبدیلی آجاتی ہے۔ یہ دو معصوم بچّوں کی کہانی ہے۔

۳)۔ چھوٹو میاں:

یہ ناول جدید سائنسی تصورات اور انسانی جذبات کے دل فریب امتزاج پر مبنی ہے۔ اس ناول میں مستقبل کی دُنیا کے امکانات کی جھلک نظر آتی ہے۔ جدید سائنس کی دُنیا میں سٹیم سیل Stem cell ٹیکنالوجی نے انقلاب برپا کر رکھا ہے۔ اس ٹیکنالوجی کے ذریعے جسم کے ایک خلیے سے پورا نیا عضو بنایا جاسکتا ہے۔ اس ناول میں بھی انسانی دماغ کے ایک سیل کو روبوٹ میں ڈال دیا جاتا ہے اور وہ روبوٹ انسان جیسا بن جاتا ہے۔

قرۃ العین خرم ہاشمی

جان ٹری

ناول "جان ٹری" سائنسی اور جاسوسی امتزاج لیے ہوئے ہے۔ اس کے کردار مغربی ہیں اور موضوع مشرقیت۔ یہ ایک ایسے درخت کی روداد ہے جو انسانوں سے بھاگتا ہے اور رات کو سفر کرتا ہے تاکہ انسان اسے نہ دیکھ پائے۔ ایک سائنس دان ایڈم نے اس درخت کے اندر ایک چپ لگاتا ہے اور اس کی حرکات اور سکنات کو روبوٹ میں تبدیل کر دیتا ہے۔ جان ٹری کا حلیہ ملاحظہ ہو:

> "اس نے دُوربین کا لیزر سیٹ کیا اور میلوں دُور تک راستہ صاف دیکھ کر سکون کا سانس لیا۔ پتّوں کو اپنے منہ کے سامنے سے ہٹایا تو شاخیں لہرانے لگیں۔ بڑے قدم اُٹھاتے ہوئے کچھ دُور تک وہ ایسے ہی چلتا رہا پھر انتہائی تیز رفتاری سے بھاگنے لگا۔ وہ سڑک پر بھاگنے کے بجائے، ویران راستے پر بھاگ رہا تھا۔ اسے انسانوں کی نگاہ سے بچنا تھا کیونکہ وہ طویل قامت درخت تھا، جس کی ہری بھری شاخیں دُور تک پھیلی ہوئی تھیں۔"(۸)

اس درخت کا مزاج بھی دوسرے درختوں سے مختلف ہوتا ہے۔ وہ اپنی شاخوں پر پرندوں کا بیٹھنا بھی برداشت نہیں کرتا۔ وہ سبزہ، پانی اور دیگر درختوں سے بھاگ کر صحرا کی جانب روانہ ہوتا ہے۔ سائنس اور تخیل ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر ایک ایسی داستان رقم کرتے ہیں جس میں اسرار کی دھند، تحقیق کی روشنی اور فطرت کی خاموش فریاد ایک ساتھ سنائی دیتی ہے۔ یہی فنی امتزاج "جان ٹری" کو محض ایک سائنسی یا جاسوسی ناول نہیں رہنے دیتا بلکہ اسے ماحولیات، انسانی تجسس اور تخلیقی فکر کی ایک دل نشین ادبی تعبیر بنا دیتا ہے۔

تنزیلہ احمد اور تنزیلہ یوسف

ہم اور وہ

تجسّس کا مادہ انسانی خمیر میں شامل ہے۔ دونوں خواتین اہل قلم نے اس ناول میں جنات کے کھانے پینے اور زندگی گزارنے کے احوال کو موضوع بنایا ہے۔ ناول "ہم اور وہ" کا مرکزی کردار جگنو ہیرو کے طور پر سامنے آتا ہے۔ جگنو کی عمر چودہ سال ہے اور اس کا اصل نام احمر ہے مگر اسے پیار سے جگنو کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ عمر، جگنو کا ہم عمر اور ماموں زاد ہے اور دونوں میں خوب دوستی اور ہم آہنگی ہے۔ ان دونوں کو جنّات اور سائنس سے دل چسپی ہے۔ گولو، جگنو کا وفادار پالتو کُتّا ہے۔ ان کی اسکول سے چھٹیاں ہوتی ہیں۔ وہ

اپنے ابّو عرفان صاحب سے چھٹیاں "فارم ہاؤس" میں گزارنے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ اور جگہ بھی سائنس کی ٹرم "تھرمل لائف" کی تعریف پڑھنے کو ملتی ہے دادو کی اس سلسلے میں مدلّل تعریف ملاحظہ کیجیے:

> "حرارتی توانائی سے ظاہر ہونے والی زندگی کو ہم حرارتی حیات یعنی تھرمل لائف کہتے ہیں۔ ایسی زندگی جو خلیے کی بجائے توانائی ہو قدرتی طور پر انسان کے شعور سے ماورا ہو گی، اس لیے انسانی آنکھ سے ناری مخلوق کو ہم اس کی اصلی حالت میں نہیں دیکھ سکتے، البتہ اللہ پاک نے انبیا کرام، صحابہ کرام، تابعین و صالحین، اولیا کرام اور علما نے بتایا کہ نظر نہ آنے والی مخلوق جنات بھی ہیں۔"(۹)

جگنو نے دادو سے پوچھا کیا یہ سچ ہے کہ آندھی اور طوفان میں ہوئی مخلوق ہوتی ہے؟ دادو اس کا جواب یوں دیتی ہیں:

> "بڑے کہتے ہیں کہ فصل تیار ہو، کٹائی کا موسم سر پر ہو تو ہوائی مخلوق اپنا رزق لینے آتی ہے۔۔۔ اب سائنسی نقطہ نظر سے دیکھو تو گرما خشک موسم میں گرم ہوا کا دباؤ زمین پر بڑھ جاتا ہے، گرد و غبار اُٹھتا ہے، جو پھر ہوا کے دباؤ کی وجہ سے تیز گرد آلود آندھی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔"(۱۰)

اگرچہ "ہم اور وہ" دو خواتین اہلِ قلم، تنزیلہ احمد اور تنزیلہ یوسف، کا مشترکہ سائنسی ناول ہے، تاہم اس کی فنی ساخت اور اُسلوبی وحدت اس قدر مضبوط ہے کہ قاری کو کہیں بھی دو مختلف مصنفات کے اُسلوب، فکر یا اندازِ تحریر کا تفاوت محسوس نہیں ہوتا۔ پوری کہانی میں واقعات کا منطقی ربط، کرداروں کی تدریجی نشوونما، مکالموں کی فطری روانی اور بیانیے کا تسلسل ابتدا سے اختتام تک یکساں برقرار رہتا ہے۔ بچوں کے ادب میں **سائنس** فکشن وہ تخلیقی صنف ہے جس میں سائنسی تصورات، ممکنہ ایجادات، مستقبل کی دُنیا، خلائی مہمات، روبوٹس، مصنوعی ذہانت اور سائنسی تجربات کو کہانی کے قالب میں اس انداز سے پیش کیا جاتا ہے کہ بچے نہ صرف لطف اندوز ہوں بلکہ سائنسی شعور اور تجسس بھی پیدا کریں۔ بلاشبہ اکیسویں صدی کی پاکستانی خواتین نثر نگاروں نے اپنے فکری شعور، تخلیقی بصیرت اور فنی مہارت کے ذریعے بچوں کے ادب کو ایک نئی شناخت عطا کی ہے۔ ان کی تحریریں نہ صرف موجودہ نسل کی ذہنی و اخلاقی تربیت میں معاون ہیں بلکہ مستقبل کے باشعور، باکردار اور تخلیقی معاشرے کی تشکیل میں بھی ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ یہی ان کی ادبی خدمات کی سب سے بڑی اہمیت اور پائیدار کامیابی ہے۔

زیرِ نظر تحقیق سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ اکیسویں صدی میں پاکستانی خواتین نثر نگاروں نے اُردو میں بچوں کے ادب کو موضوعاتی، فنی اور فکری اعتبار سے نمایاں وسعت بخشی ہے۔ ان کی تخلیقات میں بچوں کی اخلاقی تربیت، اسلامی اقدار، حب الوطنی، ماحولیاتی شعور، سائنسی آگہی، سماجی ذمہ داری، تجسس اور تخلیقی صلاحیتوں کی نشوونما کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔ ان خواتین نے کہانی، ناول اور سائنس فکشن جیسے مختلف اصناف میں معیاری ادب تخلیق کر کے بچوں کی ذہنی سطح اور نفسیاتی ضروریات کو مدنظر رکھا ہے۔ تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قانتہ رابعہ، پروفیسر عفت گل اعزاز، مریم شہزاد، توراکینہ قاضی، فاکہہ قمر راجپوت، شہزادی ہدیٰ انجم، تسنیم جعفری، قرۃ العین خرم ہاشمی اور دیگر خواتین اہلِ قلم نے روایتی اخلاقی موضوعات کے ساتھ ساتھ جدید سائنسی اور سماجی مسائل کو بھی بچوں کے ادب میں مؤثر انداز سے پیش کیا ہے۔ بالخصوص سائنس فکشن کے میدان میں تسنیم جعفری کی خدمات بچوں کے ادب کو عصرِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ تحقیق اس حقیقت کی بھی نشان دہی کرتی

ہے کہ اگرچہ خواتین نثر نگاروں کی ادبی خدمات نہایت وقیع ہیں، تاہم ان پر تنقیدی اور تحقیقی کام ابھی تک محدود ہے۔ اس لیے ان کے ادبی سرمائے کو مزید تحقیق، تجزیے اور دستاویز بندی کی ضرورت ہے۔

محقق کی رائے میں اکیسویں صدی کی پاکستانی خواتین نثر نگاروں نے بچوں کے ادب کو نئی فکری جہات عطا کی ہیں۔ ان کی تحریریں محض تفریح تک محدود نہیں بلکہ بچوں کی شخصیت سازی، کردار سازی، اخلاقی تربیت اور سائنسی شعور کی تشکیل میں مؤثر کردار ادا کرتی ہیں۔ ان خواتین نے بچوں کی نفسیات، دل چسپیوں اور عصری تقاضوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ایسا ادب تخلیق کیا ہے جو تعلیمی، ادبی اور سماجی لحاظ سے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ خواتین اہلِ قلم کی خدمات کو وہ تحقیقی اور تنقیدی توجہ نہیں مل سکی جس کی وہ مستحق ہیں۔ اگر ان کی تخلیقات پر مزید تحقیقی کام کیا جائے تو اُردو میں بچوں کے ادب کی تاریخ اور ارتقا کے کئی نئے پہلو سامنے آسکتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ ان کے ادبی سرمائے کو محفوظ کرنے، فروغ دینے اور علمی سطح پر متعارف کرانے کے لیے سنجیدہ اقدامات کیے جائیں۔ اکیسویں صدی میں بچوں کے ادب کے مستقبل کے امکانات روشن دکھائی دیتے ہیں، خصوصاً خواتین نثر نگاروں کی بڑھتی ہوئی تخلیقی سرگرمیاں اس میدان کو مزید وسعت دے سکتی ہیں۔ ڈیجیٹل میڈیا، آن لائن اشاعت، آڈیو بکس، اینی میشن اور مصنوعی ذہانت جیسے جدید ذرائع بچوں کے ادب کی ترویج کے نئے امکانات پیدا کر رہے ہیں، جن سے خواتین اہلِ قلم کی تخلیقات زیادہ وسیع حلقۂ قارئین تک پہنچ سکتی ہیں۔

مستقبل میں خواتین نثر نگاروں کی تخلیقات پر موضوعاتی، تقابلی اور سائنسی تناظر میں مزید تحقیقی کام کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ان کی نمائندہ تخلیقات کے بین الاقوامی زبانوں میں تراجم، نصابی شمولیت، ڈیجیٹل آرکائیوز کی تشکیل اور تحقیقی منصوبوں کے ذریعے اُردو میں بچوں کے ادب کو عالمی سطح پر متعارف کرانے کے وسیع امکانات موجود ہیں۔ یہ اقدامات نہ صرف خواتین اہلِ قلم کی خدمات کو اُجاگر کریں گے بلکہ اُردو میں بچوں کے ادب کی ترقی اور نئی نسل کی فکری و تخلیقی تربیت میں بھی اہم کردار ادا کریں گے۔

حوالہ جات

۱۔ اکبر رحمانی (پروفیسر) اُردو ادب اطفال۔ ایک جائزہ، ایجوکیشنل اکادمی، اسلام پورہ، جلگاؤں، بھارت، ۱۹۹۱ء، ص:۶۸

۲۔ قانتہ رابعہ، ننھا بہادر، پریس فار پیس پبلی کیشنز۔ یو کے، ۲۰۲۲ء، ص:۲۰

۳۔ عفت گل اعزاز، پیاری چڑیا" نیشنل بُک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۱۸ء، ص:۱۳۶

۴۔ بانو سراج، ڈاکٹر، دُنیا کارٹون اور کامک کیرکٹرس کی، نئی دہلی، س۔ن۔ ص:۱۴۲

۵۔ تسنیم جعفری، سائنسی جنگل کہانی، پریس فار پیس پبلی کیشنز یو کے، سن ندارد، ص:۲۵

۶۔ ایضاً

۷۔ قرۃ العین خرم ہاشمی، جان ٹری "بچّوں کا کتاب گھر، اُردو بازار، لاہور، ۲۰۲۲ء، ص:۵

۸۔ تنزیلہ یوسف / تنزیلہ احمد، ہم اور وہ، بچّوں کا کتاب گھر، اُردو بازار، لاہور، ۲۰۲۳ء، ص:۵۳

۹۔ ایضاً، ص:۸۹

References in Roman Script:

1. Akbar Rahmani, Prof. *Urdu Adab-e-Atfal: Aik Jaiza*. Educational Academy, Islampura, Jalgaon, India. First Edition, December 1991, p. 68.
2. Qanita Rabia. *Nanha Bahadur*. Press for Peace Publications, UK. First Edition, 2022, p. 20.
3. Iffat Gul Aizaz. *Pyari Chirya* National Book Foundation, Islamabad. First Edition, April 2018, p. 136.
4. Dr. Bano Siraj. *Dunya Cartoon aur Comic Characters Ki*. New Delhi. n.d. (No Date), p. 142.
5. Tasneem Jafri. *Sainsi Jangal Kahani*. Press for Peace Publications, UK. n.d. (No Date), p. 25.
6. Ibid.
7. Qurratulain Khurram Hashmi. *Jan Tree.* Bachon Ka Kitab Ghar, Urdu Bazaar, Lahore. October 2022, p. 5.
8. Tanzila Yousaf and Tanzila Ahmad. *Hum Aur Woh*. Bachon Ka Kitab Ghar, Urdu Bazaar, Lahore. December 2023, p. 53.
9. Ibid., p. 89.